پاپائے ربوہ کے خلاف ایک مرید کا استغاثہ

مرزائیوں کی

رُوحانی شکارگاہ

تحریر

عبدالرزاق مہتہ

ابن بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی

شائع کردہ

انجمن خادمانِ رسُول لاہور

دیباچہ

یہ غنڈہ گردی کیوں؟

"عبدالرزاق مہتہ" جماعت احمدیہ" کراچی میں ہی نہیں پاکستان بھر کے قادیانیوں میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں ان کے والد بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی نے قادیانیت کی خاطر اپنے آبائی مذہب کو الوداع کہہ کر اپنا سب کچھ برطانوی سرکار کے اس خودکاشتہ پودا کے لئے وقف کر دیا اور یوں بارگاہ نبوت کاذبہ میں ایک اہم مقام حاصل کر لیا، پیسہ تو ربوہ کے "خاندان نبوت" کی اتنی بڑی کمزوری ہے کہ وہ اس کے حصول کے لئے اخلاق شرافت و عزت کیا عصمت تک کو داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ مہتہ صاحب کی قربانیاں رنگ لائیں اور وہ خاندان سے قریب تر ہوتے گئے، ان کے اخلاص میں حماقت کی حد تک اضافہ ہو گیا تو وہ مرزا محمود احمد کی خلوتوں کے ساتھی بن گئے ان کی بیگمات و صاحبزادیوں کے ساتھ گلچھرے اڑاتے اور احمدیت کی برکات کے ترانے گاتے رہے۔ ایک مرتبہ خود خلیفہ جی سے سدومیت کا بہشتی شوق بھی فرمایا۔ فوٹوگرافی کے رسیا ہونے کی وجہ سے انہوں نے ایجنٹا اور ایلورا کی غاروں کے مناظر کو کیمرے کی گرفت میں لے کر ہمیشہ کے لئے محفوظ بھی کر لیا مگر آفریں ہے ان کی ہمت مردانہ پر کہ یہ سب کچھ دیکھنے اور کرنے کے بعد بھی احمدیت کی صداقت پر ان کا ایمان متزلزل نہیں ہوا، ان رنگین تصویروں کے حصول کے لئے ان کے گھر میں امور عامہ کے ذریعے چوریاں کروانے کی کوشش کی گئی۔ غنڈہ گردی کے کئی واقعات ظہور میں آئے مگر مہتہ صاحب

کا قادیانیت پر ایمان بڑھتا گیا جب معاملات حد سے زیادہ تجاوز کر گئے تو انہوں نے امیر جماعت احمدیہ کراچی کو ایک درخواست دی کہ مرزا ناصر احمد خلیفہ ثالث میرے خلاف جو اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں ان کے خلاف تحقیقات کروائی جائے یہ درخواست اس لحاظ سے حماقت کا نقطۂ عروج ہے کہ نام نہاد خلیفہ سالوس کا مقرر کردہ ایک امیر خود اس خلیفہ کے خلاف کیا تحقیقات کر سکتا ہے جس کی اپنی امارت اس APPOINTING AUTHORITY کے اشارۂ ابرو کی محتاج ہے لیکن اس ضمن میں انہوں نے ان مظالم کے جو اسباب بیان کئے ہیں انہیں پڑھ کر ایک شریف النفس انسان لرزہ براندام ہو جاتا ہے عصمت و عفت کو بازیچۂ اطفال بنانا تو قادیانیت کے ارکان خمسہ میں سے ہے قتل و غارت گری میں بھی وہ بدنام زمانہ کا روس کے مثیل و بروز ہیں لطفی کا قتل تو کراچی میں ہوا ہے کیا حکومت پاکستان ان کی نعش کا پوسٹ مارٹم کروا کر مجرموں کو کیفر کردار تک نہیں پہنچا سکتی۔

مرزا ناصر احمد تو طاہرہ خان کے عشق میں کشتہ کی نسبتاً زیادہ مقدار کھا کر نذر گیاش ہو چکے ہیں۔ اب اسی خاندان کا تیسرا گدی نشین مرزا طاہر احمد ظلم و تشدد کے انہی وحشیانہ ہتھکنڈوں سے کام لے کر اپنے مخالفین پر عرصہ حیات تنگ کر رہا ہے کیا حکومت یہ سارا تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کے فشار میں گرفتار رہے گی ہماری رائے میں جب تک ربوہ کی زمین کی لیز ختم نہیں کی جاتی، وہاں چند کارخانے نہیں لگائے جاتے اور ربوہ کو تحصیل کا درجہ نہیں دیا جاتا یہ غنڈہ گردی ہوتی رہے گی۔

نیاز کیش

ابن الحسین گورگانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت جناب سیکرٹری صاحب امورعامہ جماعت کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مندرجہ ذیل واقعاتِ مظالم جن میں ایک حصّہ مظالم جماعت کراچی کی ستم ظریفیوں کا رہین منت ہے جس کی تفصیل قدرے بیان خدمت کرتے درخواست کرتا ہوں کہ اب جبکہ مظالم اپنی حد سے تجاوز کر گئے ہیں براہ کرم آپ سے گزارش ہے کہ اس تفصیل مظالم کی روشنی میں کارروائی، تحقیق فرما کر مشکور فرمائیں۔ یہ خیال رہے کہ یہ بیالیس سالہ مظالم کی داستان ہے۔

آغازِ مظالم

۱۹۳۶ء میں احرار کا شور شرابا جماعتی انتظام سے ہر کوئی کمانڈنٹ اپنے اپنے فرائض میں مگن کورٹریپ لیڈر کی حیثیت سے ایک اہم امر کی تحریر مجھے میرے کمانڈنٹ نے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو ان کی کوٹھی پہنچانے بھیجا۔ عریضہ لیتے مجھے حکم ہوتا ہے کہ یہ لاٹھیاں ابھی فلاں جگہ پہنچادو جواباً کہا کہ مجھے پہلے اپنے کمانڈنٹ کو ان کے حکم کی تعمیل کی اطلاع دینی ہے لہذا مجبور ہوں پس پھر کیا تھا حکم عدولی پرنس آف ویلز ڈکٹیٹرانہ انتقامی جذبہ محاذ میرے خلاف بنایا جاتا ہے کہ خدام الاحمدیہ (جس کے

یہ حضرت کمانڈنٹ تھے) کا محصل مجھے بلا مقابلہ حلقہ نے منتخب کیا جسے اِن کمانڈنٹ صاحب نے رد کرکے دوسرے چناؤ کا حکم فرمایا پھر مجھ پر ڈکیٹیٹرانہ حکم یوں کہ اس کا نام چھوڑ کر کسی دوسرے کا چناؤ کیا جائے "کیوں خیاب ہے نا" یہ تو رہی جڑِ مظالم۔ اب اِس جڑ سے تنا اور پھر چوٹی کیونکر؟ اب اِس کے بعد وقتاً فوقتاً میرے خلاف من گھڑت مقدمات اپنے اثر ورسوخ سے امورِ عامہ اور اس کی ہدایات کے ذریعے جہاں قائم کروائے جاتے وہاں مجھے بدنام کرنے کے جو بھی ہتھکنڈے استعمال کر سکتے کرتے یہاں تک کہ ضلالت کی حدیوں کی گئی کہ مجھے پھانسنے کے لئے عورتوں پر خرچ کرنے سے بھی دریغ نہ کیا جاتا۔ ایک دفعہ مستری دین محمد عرف بلا مستری جس کے پاس ایک گھوڑی تھی خلیفہ ثانی کی روانگی برائے ڈلہوزی نہر تتلے کے قریب سائیکل پر سوار چند دوست الوداع کہنے جا رہے تھے کہ یہ منصوبہ یوں بنا لتے مستری بلے کو مجھ پر گھوڑی چڑھانے جان سے مروانے کا حکم دیا جس کی کوشش ناکام ہوگئی "جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے" امورِ عامہ کی ہدایات کے مطابق چار پانچ مشٹنڈوں کو میرے گھر چوری کی غرض سے داخل کیا مقصد دراصل تلاش تصاویرِ عیاشیاں تھی۔ پہلی رات ناکامی پر دوسری صبح مجھے حضور لاہور کام سے بھجوا دیتے ہیں اس طرح دوسری رات ایک کمرہ میں مصروف تلاش ہی تھے جبکہ میری بیوی اور والدہ محترمہ بھی

گھر پہ تھیں میری بیوی نے اُوپر کچھ آہٹ پا کے والدہ محترمہ کو ہوشیار کیا وہ ماشاء اللہ دلیر تھیں للکارا تو وہ مشٹنڈے سر پہ پاؤں رکھ کر رفو چکر ہو گئے (کمرہ بھی مکرم بھائی کا) اب ذرا غور فرمائیں خدا کو حاضر ناظر جان کر بتائیں کیا یہ موزوں و مناسب وقت تھا "کونسا" میری بیوی ایام زچگی کے چھٹے دن میں تھی (یہ پیدائش $\frac{9}{14}$ ا دبچہ عبدالباسط) $\frac{9}{14}$ ۶ کو اپنے زر خرید سب انچارج چوکی قادیان ہزارہ سنگھ کو معہ دیوان بغیر وارنٹ تلاشی وغیرہ اپنی گارد لاتے گھر کا محاصرہ امورعامہ کی معیت میں کرنے گھر میں گھس آیا وقت مقرر تھا عین وقت پر ولی اللہ ثنا بغلیں بجاتا سائیکل سوار ہو کر گزرا کہ آج شکار ضرور ہی قابو آجائے گا۔ اس کے پیچھے پیچھے ناظر اعلیٰ کی سواری چوہدری فتح محمد سیال تماشا دیکھتے گزرتے ہیں تلاش کرنے جو آئے تھے نہ پا کر مجھے اپنے ساتھ لے گیا۔ اتنے میں انچارج صاحب چوکی بھی گورداسپور سے تشریف لے آئے مجھے وہاں دیکھ کر محرر سے معلومات لے کر حکم دیا برخوردار جائیے گھر چوکی سے باہر آکر حضرت والد صاحب جن کے ساتھ قادیان ہی سے ایک انسان جو فرشتہ تھا کھڑا کر دیا مخاطب ہوتے کہا آپ جائیے پھر اگر کوئی بلانے آئے بھی تو مت آئیے میں دیکھ لوں گا۔ اللہ تعالیٰ اس ہمدرد اور اس کے خاندان پہ لاکھوں لاکھوں فضل و کرم فرمائے

آمین دوسرے دن کی ٹرین پر انچارج تھانہ پھر گورداسپور تشریف لے جاتے اِس ہزارہ سنگھ کی تبدیلی کے آرڈر لاتے اس کی میز پر ایسے مارے کہ وہ بھنا گیا اس انتہائی ظلم کی برداشت کب تک۔

"تیرے مُنہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے"

یہ دل سوز فلک شگاف صدا (حضرت والد صاحب قبلہ) جسے اہل قادیان کبھی بھی نہیں بھول سکتے نہ ہی اس سلسلہ کا خطبہ جمعہ فرمودہ حضور جس میں ولی اللہ شاہ کو ناکامی پر) وہ بے نقط جھاڑ پلائی کہ الامان الحفیظ (غیور کے لئے ڈوب مرنے کا مقام تھا مگر غیرت کہاں حاضرین جملہ گواہ ہیں بعد نماز جمعہ الفضل کے دفتر جا کر ایڈیٹر صاحب خواجہ غلام نبی صاحب کے حضور منتوں خوشامدوں کے ناک رگڑے کہ یہ خطبہ شائع نہ کیا جائے اس صدا کی ماہ یوں پڑی کہ ولی اللہ شاہ پر فالج پڑ گیا لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ ان سے (یعنی حضرت والد صاحب قبلہ اور خاکسار) سے معافی مانگ لو جس پر یوں کہا بھائی جی سے تو معافی مانگ لی ہے۔

اب اور سنیئے ایک سکھ لڑکے نے ریلوے کوارٹر کی ایک لڑکی کو چھیڑا چھاڑا تو بت پولیس تک پہنچی اس سکھ لڑکے کا باپ اور چچا ممنون تو یوں ہی تھے کہ بعض سکھ گھرانوں کو ماہوار وظیفہ ملتا تھا ان میں سے

یہ بھی ایک تھا اِس لئے وہ ولی اللہ شاہ کے پاس پہنچے معاملہ بتایا گھر بیٹھے شکار پر نشانہ لگانے کا انتظام ہو گیا۔ کہتے ہیں فکر نہ کرو جس طرح میں کہوں لڑکا بیان دے دے۔

پولیس قادیان تو خریدی ہوئی تھی اُس کی بجائے میری شناخت پریڈ کروائی گئی اس لڑکی کو ہر چند پولیس اور امور عامہ کے حواریوں نے میرا حلیہ تک بتا دیا مگر اللہ کی قدرت شناخت کسی دوسرے کی ہو گئی کام ختم ذلت نے ان کا منہ چوما۔

اب چلیئے ذرا ہند و پاک کی پارٹیشن کی سیاحت کو کہ یہاں کیا گل کھلاتے ہیں اہل قادیان کو بسوں کے ذریعہ بھجوانے کے لئے با قاعدہ تحریری پروگرام بنا جس میں افراد کنبہ۔ تاریخ روانگی۔ مقام۔ بس نمبر درج تھا با قاعدہ دفتر کی مہر دستخط سُرخ سیاہی سے کرتے گو کہ حضرت والد صاحب نے روانگی سے قبل ہی یہ تحریر کر دیا تھا کہ میں قادیان ہی ٹھہروں گا مگر پھر بھی لاہور بورڈ پر بھگوڑوں میں نام معہ افراد کنبہ درج فرما دیا جاتا ہے گویا غیرت کا جنازہ اپنے ہی قلم سے نکالا جاتا ہے۔ جس پر حضرت والد صاحب قبلہ نے بھی احتجاج فرمایا تو میں نے بھی اِس پر کافی لکھا مگر ہٹ دھرمی جواب ندارد۔ اب ملاحظہ فرمائیے۔

ایام درویشی حضرت خلیفہ ثانی سے باقاعدہ تحریری اجازت لینے

حضرت والا صاحب قبلہ پاکستان تشریف لاتے ہیں۔ موقعہ سے ناجائز فائدہ اٹھاتے بحیثیت نگران درویشاں ڈکٹیٹرانہ انداز میں مکان کا تالا توڑنے تڑوانے تلاشی (حصول تصاویر) لیتے ناکام و نامراد ہوتے گھر کا کل سامان لوٹا لٹوایا گیا کیوں صاحب یہی تو ہے ناں ڈکٹیٹری کیا حق تھا تالے توڑنے تڑوانے لوٹ کھسوٹ کرنے کا فرمائیے یہ جذبہ انتقام نہیں تو کیا ہے۔

اب آئیے ذرا جماعت کراچی کے کارنامے اور ان کی حقیقت و اصلیت کہ گھمنڈوں اور غروروں کی بھی سیر ہو جائے چوہدری عبداللہ خاں امیر جماعت کے ذریعے نظر عنائت یوں ہوتی ہے ۔ کہ میری وصیت کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور جس کی تہہ میں دراصل منہ مانگی رشوت یوں کہ حضور کی آمد کراچی کے موقعہ کی تصاویر از خود ہر قسم کے اخراجات اُٹھاتے پیش حضور عادتاً عقیدہ پیش کرتا اِن چوہدری صاحب نے بھی ایک البم مانگی بعد تیاری مع بل پیش کی آپے سے باہر ہوئے طیش میں نامعلوم کیا کہا آخر مولوی عبدالحمید صاحب نے مجبور کر کے بل دلوایا مگر پارہ چڑھتا ہی گیا دوسری مرتبہ آمد حضور کے موقع پر اوّل تو سٹیشن پر ہی ہر چند رکوانے کی ناکام کوشش کرتا رہا اور بیچ لگژری ہوٹل میں تو ایک ہٹے کٹے کے ذریعے سختی سے نکلوانے کی بھی ناکام کوشش یوں کی کہ میں نے کہا وہ آئی جی پولیس بیٹھے

ہیں جاؤ ان سے شکایت کرد وہ مجھے نکال سکتے ہیں مگر کس کو ہمت ہوتی ایسی چپت پڑتی کہ ہوش آجاتی اب ذرا انجام دیکھو دوسروں کو ذلیل کرنے والوں کو اللہ کیسے ذلیل کرتا ہے ۔ ربوہ جاکر ایک رشتہ کی مانگ پر حضور نے جو پنجابی میں بے نقط سنائیں اور گالیوں کی بھرمار وہ دی کہ ساری کی ساری ہی امارت دھری کی دھری رہ گئی اور برداشتِ ذلت کرکے دنیا سے رخصت پائی ۔

اب باری آتی ہے محترم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب کی امارت کی جن کے کان پہلے ہی میرے خلاف بھرے ہوئے تھے رہتی سہتی یوں کمی پوری ہوتی ہے کہ بیچ لگژری ہوٹل میں ایک مسئلہ شادی پارٹی پر جس کا ذکر خطبات الفضل وغیرہ وغیرہ میں بڑے ہی اہتمام احتشام نمائش محض نمائش یا دوسروں کو نصیحت خود را فضیحت کے طور پہ ہوتا ۔ احکامات وغیرہ بیان فرماتے جانے پر شیخ صاحب محترم کو توجہ دلانی تھی کہ آپے سے باہر ہوئے میرے خلاف خطبہ جمعہ کے اسٹیج پر کھڑے ہوکے جو بھی زہر اگل سکتے تھے اُگلا نہ صرف میری ذات تک بلکہ حضرت والا صاحب کی ذات گرامی کے متعلق بھی شدید قسم کے الفاظ استعمال کئے جو ناقابلِ برداشت تھے ۔ خطبہ میں بولنا منع نہ ہوتا تو اس جگہ پر خون خرابہ ہو جاتا باپ کی ذات گرامی ہو تو میرا آخری قطرہ خون حاضر تھا اور انشاء اللہ

آخری دم تک رہے گا نتیجۃً پہلے تو تحریری کوشش کی کہ اس طرح ازالہ کرلیں مگر نہ جی ایک طرف تو امارت کا خمار تو دوسری طرف نبکنگ کی نشہ مجبوراً قانونی نوٹس دیا جس نے ایسا نشہ ہرن کیا کہ ہوش ٹھکانے آگئے دکاش اس وقت ہی اگر یہ معاملہ سلجھ جاتا تو مجھے آج اِس درخواست کی ضرورت ہی پیش نہ آتی یہی سبھی کچھ اس وقت بھی منظر عام پر آجانا تھا۔ خیر اب مجھے مجبور کر دیا ہے تو ٹھیک ہے) عقل کے اندھے ایسے ہی تو ہوتے ہیں معافی نامہ لکھ کر دینا بہت بہتر خیال فرمایا اندر خانہ میری یہی ایک چال تھی کہ روز ایسے ہی سٹیج پر کرتے رہیں اور دوسری طرف ان کا خیال نہ آسکے سو وہی ہوا اور تاریخ میں یہ پہلا معافی نامہ ہے جو لکھ کر دیا گیا ورنہ آج تک تو معافی نامے لکھوائے ہی جاتے تھے معافی نامہ لکھ کر دینے کا معاملہ جماعت کراچی خصوصًا عاملہ کے علم میں ہے قانونی نوٹس ملتے صبح صبح ہی جناب چوہدری احمد مختار صاحب نائب امیر ہر چند سر پٹکتے مگر جواب وہی فرماتے "یہ ناممکن ہے کہ شیخ صاحب اپنے الفاظ واپس لیں" کیسے ممکن ہُوا اس خطبہ جمعہ کے نتیجہ میں میرا خون اس قدر کھولا کہ بیان سے باہر اطباء پریشان گیس ٹربل علاج معالجہ کرتے رہے حضرت والد صاحب کی خدمت میں سالانہ جلسہ کے موقعہ پر قادیان حاضر ہو کر جماعت کراچی کے آئے دنوں کے مظالم وستم کے لئے

درخواست دُعا کی الوداعی رخصت لیتے پہلی اور آخری مرتبہ ان کے سینہ سے چپکا جس پر یوں فرمایا "بیٹا بے فکر ہو کر جاؤ میں نے جسے درخواست دینی تھی دے دی ہے" غور طلب یہ کہ ظلم وستم عروج پر تھا جب میرے مولا نے مجھے اپنے در پر عمرہ کے لئے بلوا لیا کیسے درخواست قبول فرمائی سبحان اللہ ہوائی جہاز عصر کے قریب مجھے جدّہ لے گیا جلدی جلدی غسل کیا احرام باندھ کر مکہ روانہ ہوئے اور دوسری رکعت نماز مغرب میں شامل ہوا سنتیں ادا کر کے سعی سے فارغ ہو کر جو دُعا کے لئے بیٹھا مشغول دعا تھا کہ نظارہ یوں نظر آیا کہ حرم شریف پر موسلا دھار بارش ہو رہی ہے اور آواز مجھے یوں آئی مانگ آج جو مانگتا ہے قبول ہے واہ رے مولا تیری قدرت اور بھید کس نے پائے قربان تیری قدرت پر جو مانگا اللہ نے دیا اور دکھایا صرف ایک مانگ اپنی کسی غلطی کی وجہ سے صحیح نہ مانگ سکا اس کا بھید اللہ ہی جانتا ہے۔

قصہ مختصر شیخ صاحب محترم کے لئے حقیقت میں بہت سخت بد دعا کرتا رہا اور ایک مانگ یہ بھی کہ الٰہی اب جبکہ تو نے اپنے فضل سے اپنے در پر بلا لیا ہے ہم گناہگار غریب کمزور ناتواں اور پھر ملکی ترعہ اندازیاں تو اپنا فضل فرما اور اس فریضۂ حج سے بھی نواز دے اور لالچ یوں بڑھتا گیا کہ بچوں کی والدہ کو بھی بلوا دے الحمد للہ الحمد للہ کہ اللہ نے قبول فرماتے سال بھر رہنے زیارتوں کے فیوض سے بار آور ہونے کے مواقع عطا فرمائے ہاں تو عرض کر رہا تھا محترم

شیخ صاحب کے متعلق ایام حج بالکل قریب آ گئے مجھے حکم ہوتا ہے حج کا اور ان کے لئے عمرہ کا۔ میں شیطان کو پھونکتا کہ تو پھر ورغلانے آ گیا الغرض دوسرے جمعہ پھر تیسرے بھی وہی حال جس کے بعد چوتھے جمعہ یہ عرض کرتے کہ الٰہی اگر تیری رضا یہی ہے کہ میں ان کے لئے عمرہ کروں سو آج حاضر ہوں احرام باندھا نیت عمرہ محترم شیخ صاحب کر کے عمرہ ادا کرنے کے لئے روانہ ہُوا کہا الٰہی اب یہ معاملہ تیرے سپرد ہے میرا دل ان کی طرف سے بالکل صاف سے بالکل صاف ہے کوئی رنج غم نہیں الحمد للہ کہ آج تک محبت پیار سے ملتے ملاتے ہیں۔ مفصل خط محترم شیخ صاحب کے پاس ہوگا ان سے تصدیق کی جا سکتی ہے اب رہا وصیت کا معاملہ سو دہ خلیفہ ثانی کی بیماری کی وجہ سے نگران بورڈ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی خدمت میں پیش کیا انہوں نے معاملہ سلجھانے اور اصل معاملہ کا ذکر نہ فرمانے کی ناکام کوشش کی جبکہ میں ان کی ایک کتاب سیرۃ المہدی کی ایک تحریر کے مطابق اپنا حق مانگنے میں بضد تھا (وجہ ضد آگے بیان کروں گا) انہوں نے مجبور ہو کر فائل حضرت مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ کو جو غالباً نگران (نائب) تھے ملاحظہ کرنے کو دی بعد ملاحظہ یوں تحریر فرمایا "انکی طبیعت میں ضد پائی جاتی ہے" "دوسرے جماعتی کاموں میں حصہ نہیں لیتے" یہ اس وجہ سے غلط تھا کہ دوبارہ میرا بلامقابلہ منتخب ہونا رد کر دیا تھا (یہ دوسرا واقعہ بلامقابلہ رد کرنے

کلہے پہلا کمانڈنٹ ڈکٹیٹر مرزا ناصر احمد کا، پھر جماعتی کاموں میں حصہ نہیں لیتے غلط ہُوا یہ کیا ہی خوب واقعی صحیح نقطہ پکڑا کہ طبیعت میں ضد (فرمائیے ضد، غصہ قدرتی اور فطرتی ہے کہ نہیں) پھر بھی صدر انجمن جس کے انچارج ڈکٹیٹر صاحب بہادر تھے وصیت منسوخ کروادی حالانکہ منسوخی یا بحالی خلیفہ وقت کا اختیار ہوتا ہے۔ ٹھیک ہے میری وصیت تو منسوخ کرتے کراتے خوش ہو گئے۔ آگے دیکھیں کیا ہوتا ہے۔

اب آخری ان کا شیوہ تقدس مآبی بھی ملاحظہ فرمایئے۔

خاندان میں پھوٹ، میاں بیوی میں ناچاقیاں۔ ایک دوسرے کی جاسوسیاں کرنے کرانے، ماں باپ کو بچوں سے کٹانے (علیحدہ کرنے) کی شاطرانہ چالیں ہر رنگ ہر چال (جائز تو ان کی ڈکشنری میں کہیں بھی نہیں ملتا) چلتے اپنا الّو سیدھا کرنا شیوہ مخلصی کے بلند بانگ دعاوی کا ڈھونگ پیٹتے نئی نسل کے رسل رسائل پر گہری نظریں رکھنا کہ ملازمین سے چوری چھپے کوائف وقتاً فوقتاً حاصل کرتے رہنا جہاں کوئی ذرہ سا پنجہ پڑا پھر وہاں ایسے جھپٹتے ہیں جیسے گدھ مردار پر جس کے بعد اپنی روحانیت کا میٹھا زہر ہر قسم کے سبز باغ دکھاتے دماغوں میں بھوسہ بھرنے کے وہ وہ حربے خاندانوں کی بڑائی عہدوں کے لالچ جہ جائیکہ کوئی ان کو جانے یا نہ جانے جماعت میں کبھی آئے یا نہ مقصد اپنا اثر و رسوخ

جتاتے جونک کی طرح چپکے خون چوستا ان کی کاروں میں ان کے ہمراہ گھومنا پھرنا یہ ثابت کرنا کہ جن کو ہم بلند کہتے ہیں وہ ہر رنگ میں بڑے ایمان و اخلاص کے حامل ہیں۔

خاندان تمہارا تم خاندان مغلیہ سے ہو تم تو شہزادیاں ہو چنانچہ یہی چال میرے خلاف استعمال کی پہلے تو ہم کو مکان سے نکلوایا یہ کہتے ہوئے کہ طاہر وغیرھم کو تمہاری موجودگی میں بزنس کی بات چیت کرنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ شہزادے شہزادیوں کا ورد اپنے بہن بھائیوں کو بھی اب دیا جانا شروع ہو گیا ہے پہلے تو وہم وگمان نہ تھا۔ اِدھر سیکرٹری شپ لجنہ کے کاموں میں دلوا دی مطلب ایک طرف پیسہ کھینچنا اور دوسری طرف اپنی مطلب براری (یہاں ایک سوال گھر سے نکلوانے کا شاید آپ کو یاد ہو گا فون پر ایک فروخت کے سلسلہ میں تھا)

اب اصل مقام غور ہے ذرا توجہ سے سنیئے گا ایام جلسہ میں شمولیت پر یوں فون پر فون کئے کرائے جاتے ہیں کہ جلسہ میں ہمارے گھر ٹھہرنا ایک طرف مرزا انور برادر مرزا ناصر احمد تو دوسری طرف سوتیلا بھائی مرزا طاہر دیکھئے ایک دوسرے سے کیسی چاہت رکھتے ہیں کہ باسط صاحب مع اہلیہ ہمارے ہاں آئیں اور کہیں قیام نہ کریں مقام غور ہے آخر وہ کونسے سرخاب کے پر یکدم ان کو لگ گئے جو ایک دوسرے سے بلا کی

لینے کی فکر میں فونوں پر فون ہوتے ہیں۔ اب ذرا آپ بھی اپنے گریبان میں منہ ڈالئے اپنا محاسبہ کریں کہ آپ تو ہیں ہی ماشاء اللہ سیکرٹری امور عامہ چلئے محترم امیر جماعت صاحب کی ذات کو ہی لیجئے اگر آپ کو کبھی ایسا بلاوا آیا ہو تو فرمائیے۔ آیا خیال شریف میں عقدہ حل ہوا۔ صحیح ثابت انکے حربے ہوئے یا ابھی نہیں غالباً ابھی نہیں فکر نہ کریں ثابت کر کے دکھاؤں گا جناب یہ تو موٹے موٹے مظالم تھے جو عرض کر دیئے اس کے علاوہ معمولی دو چار ہوں گے کوشش تو کرتا ہوں کہ مختصر کروں لیکن ۴۲ سالہ مظالم کو سمجھنے کے لئے آپ کو قدرے وضاحت تو چاہیئے۔

حضرت محترم سیکرٹری صاحب یہ تو تھے ۴۲ سالہ مظالم کرنے کرانے کے لئے ایڑی چوٹی کا پورا زور لگا لیا سوال اب یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر کوئی ماں کا لال جو یہ بتلائے دکھائے کہ اتنے مقدمات اتنے جھوٹے منصوبے حیلے حوالے ان میں سے کتنوں میں مجھے مجرم وملزم ثابت کیا کروایا یا کم از کم یہی سہی کتنوں میں مجھے کم از کم سرزنش کرتے کراتے وارننگ دیتے دستخط کروائے جبکہ امور عامہ کی فائلوں پر فائلیں بھری بھروائیں یا وہ محض جھنجھ (جھجک۔ ناقل) مارنا مقصد تھا ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ہاں البتہ میری میرے خاندان کی عزّت دوسروں کی نظروں میں گرانی چاہی قادیان کے گلی کوچوں

اور جماعت کراچی کی نظروں میں بھی کھینچا تانی فرماتے بغلیں بجاتے تماشا دینی کبریائی دیکھتے دکھاتے پھر تقدس مآبی کا لبادہ پہننے میں ضرور کامیاب ہوئے یہاں ایک واقعہ یاد آگیا ایک جمعہ کی نماز کے بعد سڑک پر کھڑا تھا۔ کہ حضرت امیر جماعت چوہدری احمد مختار صاحب گزرے سلام کلام ہوا سبحان اللہ کیا ہی جواب انداز میں فرماتے ہیں مہتہ صاحب کوئی جلوہ دکھاؤ گویا ہمارے امیر صاحب جلوہ دیکھنے کو ترستے ہیں کوشش کروں گا اِن کی دلی آرزو پوری کرسکوں تاکہ حسرت تو نکل سکے۔

جلوہ بھی ایسا دکھاؤں گا کہ جو واقعی جلوہ دیکھنے کیلئے ترستے ہیں نہ صرف انہوں نے بھی عمر میں ایسا جلوہ نہ دیکھا ہوگا بلکہ سلسلہ احمدیہ تو در کنار دنیائے اِسلام کی تاریخ میں بھی کبھی نہیں ہوا نہ ہو سکتا ہے۔

پھر بھی اِن کے ۴۲ سالہ مظالم ہر رنگ میں برداشت کئے منہ سے لفظ تک نہ نکالا شکوہ تو درکنار اب جبکہ انہوں نے یہ اپنا آخری ذلیل حربہ کمر میں چھرا گھونپا کوئی فکر نہیں تم صبر کرو وقت آنے دو" بے شک دل و دماغ شل ہوا دماغی طور پر تارچر ہوئے احساس کمتری کا شکار ہوئے نتیجۃً طبیعت میں غم غصہ نفرت اور ضد کا بیج بو یا جانا میرے

بس کا روگ نہیں یہ فطرتی تقاضا انسانیت ہے یقیناً یقیناً آپ بھی اس سے اتفاق کریں گے جس کی وجہ سے کسی مجلس میں موقع محل کے لحاظ سے بات چیت کے قابل نہیں پاتا حتیٰ کہ شکل و شباہت پر ہر وقت غم و غصہ فکر کے آثار رہتے بیوی بچوں کی وجہ سے موقع محل کے لحاظ سے بات چیت کرنے کے لئے کئی دن تلاش وقت کے انتظار میں رہتا گویا "نہ گھر کا رہا نہ گھاٹ کا" (ایک بات تو آپ کو بھی خوب یاد ہوگی آپ کے مکان پر کسی فروخت کے سلسلہ میں حاضر ہوا تو آپ نے نہایت ہوشیاری سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہیں بعد میں طرز گفتگو سے آپ نے اندازہ فرما لیا کہ مجھے طیش سا آگیا تھا وجہ یہ کہ جھوٹ اور غلط بات برداشت سے باہر ہے یہ اب بتا ہی دوں کہ درخواست سے ہٹ کر میں نے کچھ نہ لکھا تھا بلکہ قضا خود ہی ہٹ گئی حالانکہ اصولاً اس کا فرض تھا کہ میرا جواب مدعی کو پہنچا دیتے پھر جو وہ لکھتا مجھے بتا دیتے لیکن نہیں خود بخود طرفداری ہوئی چونکہ میرے جواب سے معاملہ ختم اور جھوٹ ثابت ہوتا تھا مثلاً میں نے لکھا تھا کہ مدعی اپنے فارم نکاح پیش کرے تا معلوم ہو کہ اس کی شادی کب ہوئی اور وہ کب کا ذکر کرتا ہے کہ میری بیوی کے نام پر (مکان) تھا اس طرح جماعت کراچی نے دو ایک جھوٹی درخواستیں

دلوا کے مجھے جواب کو لکھا ایک ہی جھٹکہ میں معاملہ ختم آج تک کسی کو دوبارہ اِس فائل یا درخواست کو کھول کر دیکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آنے دی سوال پیدا ہوتا ہے آخر یونہی تو کسی کا سر پھرا نہیں ہوتا کہ خواہ مخواہ ظلموں پہ ظلم ڈھاتا چلا جائے آخر کچھ تو وجہ ضرور ہوگی سنیئے۔

وجہ مظالم محترمی صبر کرتے، خاموشی سے غور و فکر کرتے۔ دل قابو میں رکھتے۔ ہوش و حواس قائم رکھتے تسلی سے سکون سے جذبات پر قابو پاتے جلوؤں کا نظارہ دیکھئے (امیر صاحب محترم جلوے دیکھنے کا بہت شوق رکھتے ہیں تبھی تو طنزیہ فرمایا جلوہ دکھائیں اگر صرف "مغلیہ خاندان کی عیاشیاں" لکھوں تو صرف اتنا لکھ دینے سے آپ کے لئے کچھ نہ پڑے گا لہذا فی الحال مجبوراً مختصر اور بوقت کارروائی مفصل عرض و پیش کیا جائے گا تین امور آپ نے بھی بخوبی پڑھے سنے اور عمل کئے ہوئے ہوں گے۔

(۱) تاریخ شاہد ہے مغلوں سے تخت و تاج سے دستبرداری کیوں ہوئی ان کی عیاشیوں کے سبب باپ دادے تو جان ماریاں کرتے سلطنتیں بناتے نام پیدا کرتے رہے وقت آیا تو اولاد عیش و عشرت کی رنگ رلیوں میں غرق ہوگئی۔

(۲) ایک خاندان کی بیماری دوسرے خاندان میں (یعنی اولاد وغیرہ) میں آجاتی سنی ہوگی دودھ کو ایک دفعہ جاگ لگا دی جائے تو پھر وہی جاگ کام آتی رہتی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح اب یہ جاگ آخر (یعنی عیاشیوں کی رنگ رلیاں) انہی مغلیہ خاندان کی نسل ہوتے اس خاندان میں بھی لگنی ضروری تھی سو لگی اور خوب لگی اور غالباً انکی طرز عیاشیوں کو بھی مات کر دیا ہوگا۔

جناب سیکرٹری صاحب ہوشیار باش جاگتے رہیئے نظارہ جلوہ قریب آ رہا ہے دل مضبوط کر لیجئے ہوش وحواس قائم رکھئے گا۔ قادیان کے عوام ہماری اس خاندان سے وابستگی چولی دامن کا ساتھ سمجھتے تھے۔ ایک دن ہوتا کیا ہے غور فرمائیے گا۔ حضرت خلیفہ ثانی حکم فرماتے ہیں عشاء کے بعد ام طاہر کے صحن والی سیڑھیوں کی طرف سے آنا چنانچہ حاضر ہو کر دستک دی حضور خود دروازہ کھول کر اپنے ساتھ صحن میں لے گئے گیا دیکھتا ہوں کہ دو بڑی چار پائیاں ہیں جن پر بستر لگے ہیں جنکی پوزیشن یوں تھی

سرہانہ شمال قبلہ رُخ والی چارپائی کے پاس لے جا کر اِس پر بیٹھنے کا حکم دیا تو دوسری پر حضور لیٹ گئے مقام خلیفہ

(خاکہ: پائیں — حضور — قبلہ رخ)

کے تقدس کے خیال سے کبھی برابری میں بیٹھنے کا وہم وخیال بھی نہ ہوتا تھا اسی ششش وپنج میں حیران پریشان کھڑا ہیت بنیا رہا الٰہی کیا شامتِ اعمال

ہے کیا مصیبت آنے والی ہے کہ اتنے میں حضور تشریف لائے پکڑ کر بٹھلاتے
ہوئے فرمایا فکر نہ کرو شرماؤ نہیں جس کے چند ہی سیکنڈ بعد چارپائی پر بچھی
چادر کے نیچے سے کچھ حرکت معلوم ہوئی۔ سکڑا۔ سنبھلا کہ ایک چٹکی
پیٹھ پر کٹتی ہے۔ گھبرایا ہوش و حواس گم ہی تھے کہ اب چادر کے نیچے سے
کوئی ذرا زیادہ ہلتا معلوم ہوا دراصل کروٹ لی گئی تھی کروٹ لیتے پھر
دو چار۔ چٹکیاں کٹتی ہیں میں پھر بھی صمٌ بکمٌ بنا بیٹھا تھا۔ کہ پھر حضور آئے
شرماؤ نہیں لیٹ جاؤ فرماتے چادر کے اندر منہ کر کے اس صاحبہ سے
کچھ کہا جس نے نصف اٹھتے ہوئے اپنے بازو میری کمر کے گرد حمائل
کرتے کھینچ کر اپنے اوپر لٹا لیا اس کھینچنے کے نتیجہ میں سر ہاتھ اچانک
جو اس جسم نفیس سے لگے تو حیرانی ہوئی کہ محترمہ الف ننگی پڑی ہیں اُدھر
میں بے حس و حرکت پتھر بنا پڑا تھا مجھے علم نہ ہو سکا۔ کس وقت میرے
بھی کپڑے اتار پھینکے اور کیسے پوری طرح اپنے اُوپر لٹانے لگیں بدمستی
کی شرارتیں کرنے "آخر جیت ان کی ہوئی ہار میری" گویا ان ٹرینڈ
کو ٹرینڈ کر کے مستقل ممبر سرِ روحانی (یہ نام میرا دیا ہُوا ہے) کا اعزاز
بخشا گیا ہاں یہ صاحبہ آخر کون تھیں آپ جستجو تو ضرور کر رہے ہونگے
لیکن فی الحال بغیر نام بتائے اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ وہ صاحبہ حضور
خلیفہ ثانی کی بیٹی صاحبہ تھیں بس پھر کیا تھا پانچوں گھی میں سر کڑاہی

میں والا معاملہ آئے دن بلادے دن ہو یا رات دفتر یا چوکیدار کی گو پہلے بھی روک ٹوک نہ تھی مگر اب تو بالکل ہی ختم سیدھے اوپر بیٹیوں سے بڑھتے اب بیگمات کے پیش ہونے یا کئے جانے لگے پہلے پہل تو گھروں میں پھر قصر خلافت کے ایک کمرہ ملحقہ باتھ روم میں جو دراصل مستقل داد عیش کی رنگ رلیوں کے لئے مخصوص فرمایا ہوا تھا۔ جہاں بیک وقت ایک ہی بیٹی اور یا بیگم صاحبہ سے خود بھی اکثر شریک رنگ رلیاں ہو جاتے گویا تینوں ایک ہی چارپائی پر پڑے محو مستیاں ہوتے (محترم سیکرٹری صاحب امور عامہ اسلام میں پردہ کا حکم سخت بتایا جاتا ہے لیکن یہاں دیکھتے ہیں آپ کا امور عامہ خلیفہ کے اس پردہ زادہ پر کیا نوٹس لیتا ہے کونسی جماعت سے خارج کرتا ہے) خیر یہ آپ کی دردسری ہے۔

ناراض تو نہیں ہو گئے ابھی تو ابتدائے عشق ہے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے بقول کہاوت "پا نہ ٹریا متھا سٹریا" ابھی تو سنسنی خیز جلوؤں کی روشنائی ہونی باقی ہے لہذا دل قابو میں رکھئے جناب ہوشیار رہیں غور فرمائیں ایک عرصہ جبکہ ایک بیٹی سے دونوں ہی رنگ رلیاں مناتے محو مستیاں تھے کہ موذن نے آ کر نماز کی اطلاع دی مجھے یوں فرمایا تم مزے کرتے چلو میں نماز پڑھا کر ابھی آیا۔ چنانچہ اسی حالت

ہیں جبکہ ہیں شرابور تھے وضو تو درکنار اعضا بھی نہ دھوئے نماز پڑھی اور سنتیں نوافل پھر بیٹی کے سینہ پر پڑے غرق عیش وعشرت ہو گئے کیا خوب کہا ہے ؏

"تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں"

(جس کسی نے بھی یہ کہا خوب با موقع اور اغلباً انہی کی ذات مبارک کا نقشہ اللہ نے کھنچوایا ہے) مختصر کرنے کے لئے اللہ کو حاضر ناظر کرتے جن سے یہ رنگ رلیاں منائی منوائی گئیں فی الحال تعداد لکھ دیتا ہوں بوقت کارروائی اسمائے گرامی سے مطلع کردوں گا۔ بیگمات تین صاحبزادیاں بھی تین ان دو صاحبزادیوں سے دو دو دفعہ ایک تو قریباً مستقل۔

یہاں لگے ہاتھوں ایک بیگم صاحبہ (بڑی) ام ناصر کی حسرت جو قبر میں ساتھ لے گئے یوں فرمایا دیکھو ام ناصر ہیں کہ یہ شریک محفل نہیں ہوتیں تبھی تو موٹی بھینس ہوتی جاتی ہیں اس کے مقابل غور فرمایا جائے ام مظفر کو دیکھو کیسی خوبصورت نازک سی چلتی پھرتی ہیں کیونکہ یہ کرواتی رہتی ہیں گویا بھاوجوں کو بھی نہ بخشا گیا یہ خیال ذہن نشین ہونا ضروری ہے جن سے یا صاحب مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوا۔ وہ پاک وصاف ہیں اور الفاظ "رنگ یا مطالب" جس کی نسبت بیان کئے یا کہے گئے وہی تحریر بذا کرہا ہوں کسی کا بلا وجہ مبالغتہً قطعاً قطعاً اشارہ بھی نہ

کروں گا انشاء اللہ،

انسان گنہگار ہے اور ضرور ہے لیکن حد سے تجاوز ارکانِ اسلام سے استہزاء شاید کوئی نام کا مسلمان بھی نہ کرے گا چہ جائیکہ جو خود کو مقام خلیفہ پر کھڑا کرے استغفر اللہ ربی جناب عالی یہ تو رہی نماز اور اس کا احترام اب ذرا اچھی طرح سے سنبھل کر اپنی غیرت کے جوش کو دبا کر قرآن پاک کی عظمت پر اس اولوالعزم خلیفہ کے اس چاند سے مکھڑے کی زبان مبارک سے ادا کئے ہوئے بول ہوئے خواہ ایک دفعہ دوسرے کی نسبت کہ وہ یوں کہتا ہے اوّل تو اگر کسی نے ان کے سامنے کہے بھی تو غیرت کا تقاضا اس کو ڈانٹ تھا چہ جائیکہ ان الفاظ کو اپنی زبان مبارک سے نہ صرف ایک دفعہ بلکہ ڈھٹائی کی حد یوں کہ پھر دوسری دفعہ وہی دہراتے جاتے ہیں۔ جناب عالی یقین جانیں ان کے لکھنے کی مجھ میں نہ ہمت نہ ہی سکت ہے سمجھانے کی کوشش کروں گا یوں کہا نعوذ باللہ نعوذ باللہ قرآن پاک کا نام لیتے ہیں میں اس کو اپنے . . . .
پر مارتا ہوں استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ شرم کے مارے میری آنکھیں زمین میں گڑ گئیں کاٹو تو جسم میں خون کا قطرہ نہیں کیا یہی مقام خلیفہ ہے اور یہی وہ بلند بانگ پرچار ہے کہ ہم ہی ہیں جو خدمت قرآن فلاں فلاں زبانوں میں کر رہے ہیں اور ادھر

اسی قرآن پاک کی فضلیت وعظمت کا عمل بمحاورہ "صورت مومناں کرتوت کافراں" سے دیا جاتا ہے توبہ توبہ۔

یہ بھی بتائے جاؤں کہ یہ کس موڈ میں کہے گئے ایک بیگم صاحبہ کو حضور کے ہر طرح کے قرب صلاح مشورے وغیرہ وغیرہ کی بنا پر چہیتی کہا جاتا اور مانا جاتا تھا اور اہل قادیان کی مستورات خصوصًا جانتی تھیں بعد منانے رنگ رلیاں حضور کی خوشنودی کے لئے کھڑے ہو گفتگو تھے کہ ان بیگم صاحبہ نے مجھے اپنے سینہ سے لگاتے کہا "آپ مجھے اپنی چہیتی کہتے ہیں یہ میرا چہیتا ہے" باموقع خوب مذاق ہوا جس میں نعوذ باللہ وہ الفاظ دو مرتبہ کہے گئے یہ الفاظ پنجابی میں نام لیتے کہے گئے جو ان کی خلافت کی جیتی جاگتی حقیقت واصلیت اسلام اور رسول مقبول صلعم سے وابستگی کی نمایاں جھلک دیتی ہے اب ان کی اصلیت ضمیر کی نصیحت ووصیت بھی لگے ہاتھوں ملاحظہ فرما ہی لئے جاویں فرمایا

"میں نے تمام بچوں کو کہہ دیا ہوا ہے کہ جس کے اولاد نہ ہو ایک دوسرے سے کر لی جائے۔ سبحان اللہ کیا یہ نصیحت ووصیت خلیفہ کو زیب دیتی ہے۔ گویا اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ یہ رنگ رلیاں صرف حضور کی ذات مبارک تک ہی محدود نہیں بلکہ کل اولاد کیا لڑکے اور کیا لڑکیاں جن کو

پہلے ہی استعمال کرنا کرانا شروع کر دیا ہوا ہے
تو بھلا اس صورت میں لڑکے کہاں متقی و پرہیز گار ہو سکتے ہیں
تبھی تو یہ رونا حق بجانب ہے کہ ماؤں بہنوں بیٹیوں بھاوجوں کی
عزت و ناموس ہر وقت خطرے میں ہے ۔ اب ان ملفوظات میں سے
ایک اور فرمان ملاحظہ فرما لیا جائے ۔
فرمایا لوگ باہر سے تبرک کے لئے اپنی بیویاں ۔ بیٹیاں بہویں بھیجتے
رہتے ہیں لیکن پھر بھی جنون عشق بازی سے تسلی نہیں ہوتی مجبوراً
پنجابی کہاوت "جنے لائی لوئی کرے کی کوئی" کے مطابق بے شرموں کے
ساتھ بے شرم ہونا ہی پڑے گا ۔ مجبوراً حقیقت حال بیان کرنا پڑے گی
وہ یہ کہ لونڈے بازی کروانے کا بھی شوق باقی تھا ۔ چنانچہ یہ چکمہ میرے
ساتھ بھی ہو چکا ہے لیکن چونکہ مجھے اس قبیح عادت سے نفرت تھی
مجبوراً خود ہی کروٹ لیتے اعضاء پکڑ کے اپنے میں ڈالنے کی ناکام عیاشی
تو اس پر ایک دفعہ یوں فرمایا کہ خلیفہ صلاح الدین کا رجو رشتہ میں سالا تھا)
...... دہی پنجابی لفظ اعضاء کتنا موٹا اور لمبا ہے اب اس سے
غور کریں کہ ان کی عادات رنگ رلیاں اور عشق مزاجی میرے اس لفظ
ممبر محفل سیر روحانی سے بالکل صحیح اور سچ ثابت ہو گیا ابھی اور بھی
ممبر اور ممبرات محفل ہیں جن کی تعداد جو میرے علم میں ہے پندرہ بیس ہے

اور اِن سے آگے جاگ لازمی لگے گی جاگ کا کام ہی یہی ہے۔ اب واقعات کرسچین استانیوں کے ایک کا ذکر لاہور کے اخبارات میں ہُوا خبریوں لگی کہ " مرزا قادیانی ہوٹل سے ایک لڑکی لے اڑے" یہ برگنیزا ہوٹل لاہور کا واقعہ ہے ایک دوسرے کو بھیجنے پر ناکامی کے بعد مجھے حکم ملا بعد کامیابی شاباش ملی الغرض اسے لے کر سینما جو ملک کے بُت کے پاس ریڈ کراس آفس کے بالمقابل ہے (پلازا سینما ناقل) مع عملہ گئے انٹرول کے قریب یکدم بھاگم بھاگ کاروں میں بیٹھ یہ جا وہ جا بعد میں علم ہُوا کہ کیبن میں یہ کرسچین لڑکی بغل میں لئے ہوئے پیار وغیرہ کرتے تھے باہر سے کسی کی نظر کا نظارہ ہو گیا گویا نام کو استانی اندر خانہ عیاشی۔ اب یہاں اصل معاملہ یوں بیٹھتا ہے کہ قادیان پہنچکر سینما بینی میں کل دنیا جہان کی خرابیاں گنوائیں خطبہ جمعہ کے سٹیج سے اخبارات رسائل تقاریر کے ذریعہ سینما بینی سے سختی سے منع فرمایا جاتا ہے مگر اس سے پہلے جب بھی لاہور گئے سینما ضرور دیکھا جاتا آیا خیال شریف میں۔

جناب سیکرٹری صاحب امور عامہ معلوم ہوتا ہے سینما بینی سختی سے منع ہونے پر آپ کا حلق خشک ہو گیا ہے فکر نہ کریں میرے پاس تری کا بھی سامان موجود ہے۔ سو محترم من وہ یوں قادیان سے کار لاہور جاتی وہاں سے محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ

بعد جج کے ذریعہ شراب کار کی پچھلی سیٹ کے نیچے چھپا کر لائی جاتی تاکہ عیاشی میں کوئی کمی نہ رہ سکے (حلق ٹھیک ہو گیا ہوگا) مگر صاحب میں میں معافی چاہوں گا اوپر لکھا تو "وجہ مظالم" تھا لیکن مظالم کی بجائے عیاشیوں کی داستانوں میں پڑ گئے مگر جناب مجبور ہوا تھا سو چلیے میرے ساتھ قصر خلافت کے اس مخصوص کمرہ رنگینیوں میں جسے اس اولوالعزم خلیفہ نے مغلوں کی عیاشیوں کا گہوارہ بنا رکھا تھا ملاحظہ ہو بحیثیت فن فوٹو گرافی ایسے ایسے رنگیں نظاروں سے بھلا نظر کیونکر چوک سکتی تھی لہٰذا ہر ہی پہلو سے اچھی طرح محظوظ ہوئے بس اور بس یہی ۲۴ سالہ وجہ مظالم ہے جن کی تلاش کے لئے چوریاں خانہ تلاشیاں تالے ڈکیتیاں میں توڑے تڑوائے گئے۔ سر توڑ کوششیں فرماتے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ناکام و نامراد ہوتے ذلت کے اتھاہ گڑھے میں ڈبکیاں ہی کھاتے رہے۔ اب جبکہ خاموش بیٹھے بھی صبر نہ آیا مجبور کر دیا "تم صبر کرو وقت آنے دو" سو وقت آ گیا ہے ڈبکیوں کی بجائے ڈوبنے کا بھلا ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے ایسی ایسی رنگینیوں کی تصاویر بھلا کوئی گھروں میں رکھتا ہے خصوصاً جبکہ تلاش میں ہر قسم ذلالت کے حربے استعمال کئے کروائے جاتے ہوں اب وقت آیا ہے ان کے منظر عام پر لانے کا جو پیش

کئے جائیں گے تا ان کی عیاشیوں کو حقیقی رنگ میں ننگا کرنے کے لئے بوقت کارروائی ممد و معاون ہوں۔ جناب والا شاید جو وجہ مظالم درج کی ہے اس سے غلط مفہوم اخذ کریں کہ اس خاکسار کا سارا وقت انہی مشاغل میں مبتلا رکھا جاتا تھا زیادہ نہیں صرف تین واقعات گوش گذار کر دوں جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں کہ ہمارا اس خاندان سے عقیدۃً گہرا تعلق رہا ہے جس کی وجہ سے حضور کے ذاتی باڈی گارڈ کے طور پر ہر وقت ہی حاضر خدمت رہتے جس کی وجہ سے نہ صرف قادیان بلکہ حضور کی ہمرکابی میں قادیان سے باہر جانے کا شرف نصیب رہا چنانچہ اور مواقع کے علاوہ تین اہم واقع پیش کرتا ہوں۔

۱۔ دہلی کے ایک جلسہ میں تلاوت کے لئے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو حکم ہوا تلاوت میں زیر زبر کی غلطی بسا اوقات سہواً ہو ہی جاتی ہے مگر وہاں تو مقصد دراصل جلسہ کو درہم برہم کرنے کا تھا ایک ملنٹے نے کھڑے ہو کے شور مچانا شروع کیا ہی تھا کہ اس کے دوسرے ساتھی بھی اس کے ساتھ مل کر لگے بکواس کرنے نتیجہ میں ہلا گلا ہُوا ایسا میدان صاف کہ ان کو ہمیشہ یاد رہے گا۔

۲۔ دوسرے سیالکوٹ میں حضور کی تقریر معمولی نہ ہو گی جہاں

پتھروں کی بارش چاروں طرف سے ہوئی میری ڈیوٹی بالکل حضور کے پیچھے تھی سامنے کی طرف چوہدری محمد عظیم باجوہ اس وقت غالباً نائب یا تحصیل دار تھے جنہوں نے منہ پر پتھر کھلئے خون بہتا رہا مگر حکم خاموش کھڑے رہنے کا تھا کھڑے رہے حکم ہمیں تو ملنے کے وقت ملا البتہ حکومت کو خبردار کیا گیا کہ پانچ منٹ میں اگر انتظام کر سکتے ہو تو کر لو ورنہ میں (یعنی حضور) انتظام کر دکھاؤں گا۔

(۳) تیسرا ہشیار پور اس مکان میں جہاں حضرت مسیح پاک نے چلا کاٹا تھا حضور بھی بغرضِ دعا وہاں تشریف لے گئے کمرہ کے دروازہ سے باہر گو کہ منتظمین نے انتظام پہرہ کیا تھا مگر حضور نے حضرت والد صاحب قبلہ کو دروازہ کے باہر کھڑے ہونے کا حکم فرمایا مجھے مددگار و معاون (حضرت والد صاحب) تا اگر کوئی کام یا بات وغیرہ ہو تو خود وہاں سے نہ ہٹیں بلکہ مجھے بھیجیں بہرحال مطلب اس لکھنے کا یہ ہے کہ کام کرنا ہمیں بھی آتا ہے۔ ایام جلسہ حضور کی روانگی برائے جلسہ و واپسی سٹیج کے پیچھے باڈی گارڈ وغیرہ اپنی خدمات بے لوث نے ان کے دلوں میں حسد جلن دکھ درد کو جنم دیا اِدھر خاندان کی نظروں میں گراتے جھوٹی غلط من گھڑت رپورٹیں دیتے منہ کی کھاتے ہم پھر بھی حاضر خدمت ہی رہے اور ہر قسم کے مظالم سہے برداشت کئے

۹/۴ ۶ کی خانہ تلاشی کے بعد مجھ سے حضور نے یوں فرمایا۔ عبدالرزاق یاد رکھنا اس کے بعد جب بھی کوئی موقعہ ایسا آئے اور تمہارا ہاتھ اس پر مضبوطی سے پڑتا ہو پھر خواہ کوئی بھی کہے پیچھے نہ ہٹنا جسے میں نے خوب پلے باندھ لیا تبھی جب بھی جماعت نے غلط قدم اٹھانا چاہا بے فکر ہو کے ڈٹ کر سامنا کیا عزت پائی ۔ یہ اس لئے پیش خدمت کئے ہیں کہ امیر صاحب محترم کی طرف سے طنز اً حقارت کی نگاہ بھی ڈالی جاتی ہے البتہ ان کی ایک بات بہت ہی پسند آئی جب میرے قانونی نوٹس ملنے کے بعد میرے مکان پر تشریف لائے اور باتوں کے علاوہ یوں فرمایا اگر مجھے گواہی میں طلب کیا گیا تو اس میں بے شک ضرور خطبہ جمعہ کے الفاظ گواہی میں دیں گے ۔ مگر فی المحال سوال جماعت کا ہے ۔ جس کے جواب میں میں نے بھی یوں کہہ دیا کہ اگر جماعت کو کسی کی عزت کا پاس نہیں تو مجھے بھی کوئی پرواہ نہیں کیوں نہ خلیفہ وقت کا فرمان سمجھیں یا وصیت سو عمل جاری ہے ۔ سو یو آر رائٹ

جناب عالی ! اپنی داستان مظالم تو بیان کر دی اب اس خاندان کے ایک فرد کی بھی داستان "مغلوں کی شکارگاہ" سولہ صفحاتی سے بھی کچھ فقرے اقتباسات الفاظ وغیرہ پیش کروں جو بالکل میری ہی داستان بہ پایۂ ثبوت پہنچانے کا رونا رویا ہے اتفاق کی

بات ہے کہ یہ تحریر ۶۲-۱۹۶۱ء کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے جو مجھے ۲۴ 9/79
کو کہیں سے ہاتھ لگ گئی حیرانی کی بات یوں کہ میں نے اُس داستانِ
مظالم کو عرصہ سات آٹھ ماہ سے لکھنا شروع کیا کبھی دو لفظ کبھی
چار دماغ شل ذرا سا سوچنے سے سر پھٹنا شروع ہو جاتا اور پھر
لطف یہ کہ گھر میں لکھ نہیں سکتا تاکہ بیوی بچے نہ دیکھ پاویں۔
اِس طرح جب کبھی وہ سوئے یا اتفاق سے کہیں گئے دو چار سطور
لکھ پاتا خدا کا شکر ہے کہ آج تک گھر کے کسی بھی فرد کو اس کا علم نہیں
اور اسے مکمل لاہور آکر کر رہا ہوں جناب عالی یہ مناسب سمجھے کہ
پہلے اِن حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے خلیفہ بننے اور پھر اپنے
عہد کے کارناموں کی جھلکیاں ملاحظہ ہو جائیں

ایک جلسہ سالانہ پر حضور افتتاحی تقریر کے لئے جانے کو تیار
تھے اِن دنوں مولانا عبدالمنان صاحب عمر پر عتاب کا زمانہ تھا
اس افتتاحی تقریر میں مولانا موصوف کو معافی کا اعلان ہونا تھا
کہ یہ حضرت دوڑے پہنچے پستول سینہ پہ تان گویا ہوئے۔
ابا حضور سُنا ہے آپ منان کی معافی کا اعلان کرنے کا ارادہ
رکھتے ہیں فرمایا ہاں ادھر سینہ پر پستول کی نالی مجبور ہوئے یہ کہنے
پر کہ اچھا نہیں کیا جاتا۔

پھر ایک جلسہ سالانہ ہی کے موقع پر میرے بڑے بھائی عبدالقادر صاحب پر قاتلانہ حملہ کروایا جاتا ہے جس کی اطلاع مجھے دوسری صبح ہی مل گئی جس پر نگران بورڈ کو تحریری نوٹس یوں دیا کہ اگر میرے خاندان کے کسی بھی فرد کے متعلق کسی بھی قسم کی غلط حرکت ہوئی تو اس صورت میں مجھے مجبور کیا جائے گا۔کہ بلا امتیاز رتبہ مرد وزن کے خلاف کارروائی کروں اس کے بعد ایک رشتہ کے موقع پر جبکہ لڑکے والے عقیدۃ اخلاصاً تجویز پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو (ترقی ایمان کا موجب ہے) فرماتے ہیں میرے ماموں کی صاحبزادی (خلیفہ علیم الدین) ہے چنانچہ وہیں نکاح پڑھواتے چھٹکارا ہُوا سبحان اللہ یہی مقام خلیفہ وعمل اسلام ہے اس پر اللہ کی قدرت کا نظارہ ملاحظہ ہو جائے۔ان کے داماد کو ایک درزن پر لٹو کروا کے ان کی بیٹی صاحبہ کو طلاق دلواتے۔جو کسی کے لئے گڑھا کھودتا ہے خود اس میں گرتا ہے سبحان اللہ مقام عبرت ہے۔

اسی طرح ان کے بیٹے[۱] کسی خاندان کی نور نظر پر لٹو رہتے مجبور کرتے شادی اپنی مرضی کی کرتے ہیں اب ان کو ولایت تعلیم کے لئے بھجوایا جاتا ہے آخر جاگ لگتی ہے۔ یوں لگی کہ وہاں شرابی مشہور ہوئے عیاشیوں میں مزے لیتے چنانچہ والیس امام مسجد لندن[۲]

ے۱ مرزا لقمان احمد ے۲ بشیر رفیق

کی رپورٹ پر بلوایا جاتا ہے جو پاکستان پہنچ کر اپنی بیوی کو طلاق دیدیتا ہے۔ اصل چیز ملاحظہ ہو امام مسجد کچھ رشتہ دار تھا لڑکی کا، جس پر حکم اسے دیا گیا کہ ہمارا پوتا ہمیں دلوا دو ورنہ تمہیں امامت مسجد لندن سے چھٹی، کیوں جی یہی مقام خلیفہ ہے نا۔ اسی طرح جب آپ حضور ولایت تعلیم کے لئے تشریف لے جاتے ہیں تو ان کی خوشدامن صاحبہ جو خاندان کی ایچیاں بیچیاں خوب جانتی تھیں مگر حضور کو کن محتاط الفاظ میں نصیحت فرماتی ہیں۔ محبوب حقیقی کی امانت سے خبردار، خاندانی ایچیاں بیچیاں یا مرض، جاگ لگی کے اوپر دو نمونے یہ تیسرا، اور کتنے پیش کروں بوقت کارروائی سہی۔

خلیفہ بننے کے خوابوں کے طور طریقے بھی ملاحظہ ہوں۔

اپنے سوتیلے بھائی مرزا رفیع احمد صاحب کو کیوں اور کیونکر نظر بند رکھا گیا اور اُن کی کوٹھی کے گرد امور عامہ کا پہرہ، جو آتے جاتے کو امور عامہ میں لے جاتے باز پُرس کی جاتی دور کی بات نہیں مسٹر بٹ سے معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ میں اپنی معلومات سے بھی کچھ پیش کر رہا ہوں اور نام بھی تحریر کر رہا ہوں تا یہ خیال پیدا نہ ہو کہ اُس کی تحریر سے نقل کر دیئے ہیں۔ دغیرہ دغیرہ (دیو آر رائٹ) بٹ صاحب سے پوچھا گیا تم انہیں کیوں ملنے گئے تو انہوں نے جواب دیا میں خلیفہ ثانی کے بیٹے اور

حضرت مسیح موعود کے پوتے کی حیثیت سے انہیں ملنے گیا تھا بہت اچھا جواب تھا چلئے داستان" مغلوں کی شکار گاہ" انہی کے خاندان کے فرد کی بھی زبانی سُن لیجئے۔

"مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت کی تشویشناک اور طبی بیماری کی وجہ سے اہالیان ربوہ کی دردناک داستان غم کہ نہ ہی ہماری جانیں محفوظ ہیں اور نہ ہی ہماری ماؤں، بہنوں، بہو بیٹیوں کی عزت و عصمت محفوظ ہے حمل کئے اور گرائے دوسروں کے نام دھرے جاتے ہیں (۲) کاروبار آنکھ کے اشارے سے تہس نہس کردائے جاتے ہیں (۳) ماں باپ بہن بھائی میاں بیوی کو ایک دوسرے کی جاسوسی سے بلیک میل کرنا ان کا مشغلہ بن کر رہ گیا ہے (۴) جماعت کو "فسطائی نظام" پر چلا کر مادر پدر آزاد ہو کر وہ کار ہائے "تعیش دام مارگی" فراڈ، قتل و غارت ظلم و ستم۔ لوٹ مار دریا۔ دغا و فریب اور نہ معلوم کیا کیا "مغلوں کی شکار گاہ"، سمجھتے نہ ڈرتے نہ ہی شرماتے ہیں کہ مذہبی دیوانے اب ان گناہوں کو گناہ نہیں جزو ایمان سمجھنے لگ گئے ہیں۔ (۵) جاسوسی کے جال گھروں سے نکل کر حکومت کے دفاتر ہی نہیں بلکہ افسروں کے کمرہ سے لگ چکے ہیں۔ ہر جائز و ناجائز طریق سے راز نکلوائے جاتے ہیں یہاں تک کہ حکومت کو اعتراف کرنا پڑا کہ موجودہ مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادے مرزا ناصر احمد اس کام کے

سرپرست اعلیٰ ہیں (کیوں صاحب آیا یقین اسی وجہ سے احمدیوں کو اعلیٰ پوسٹوں سے الگ کیا گیا) (۶) روپیہ سمیٹنے کے لئے تحریکوں کے نام عوام سے اسلام و احمدیت کی بقا کے نام پر، قوم کے ننگ و ناموس کے نام پر اپنے کارکنان کے ذریعہ مختلف عہدوں کے لالچ میں لاکر سوشل بائیکاٹ کی دھمکیاں لفظ منافق کا کھلے بندوں اطلاق۔ (۷) مرزا صاحب کے ہمزلف جسٹس شیخ بشیر احمد کی ایک میٹنگ میں بول اُٹھے جائیں تو جائیں کہاں ان چھ چھ بیٹیوں کو ان لوگوں کو ناراض کر کے کہاں بیاہیا جائے گا۔ (۸) مرزا صاحب[1] کی بیماری پر من گھڑت خطبات وغیرہ چھاپتے رہیئے بالکل سراسر جھوٹ دراصل مرزا صاحب کثرت جماع کی وجہ سے دماغی توازن کھو بیٹھے ہیں۔ (۹) مغلیہ خاندان کے ہتھکنڈے باپ کو قید میں ڈال کر خلافت پر قبضہ کے خواب (۱۰) اس خاندان کے افراد کا پورا پورا تسلط اور قبضہ ہو چکا ہے ان کی من مانی کے خلاف ذرہ سی جنبش انسان کو مکھن سے بال کی طرح باہر نکال پھینکنے کے لئے کافی ہے (۱۱) کرنل داؤد (ثالث صاحب کا بھتیجا) کو ناظر امور عامہ ربوہ بناتے کو تو بنا دیا لیکن کرنل داؤد نے ان ٹرسٹیوں کی بدعنوانیوں فراڈ پر احتجاج کیا تو اسی وقت چھ گھنٹے کے نوٹس پہ کوٹھی خالی کروا کے ربوہ بدر کر دیا گیا (۱۲) اسی طرح محترم بابو عبدالحمید ریٹائرڈ ریلوے آڈیٹر

[1] مرزا محمود احمد۔

جو صدر انجمن احمدیہ کے بھی اڈیٹر تھے شدید قسم کی مالی بے اعتدالیوں کے سامنے احتجاج کر بیٹھے اس وقت بیک جنبش قلم بال بچوں سمیت ربوہ بدر کر دیا گیا مگر وہ تمام ریکارڈ جو ان ٹرسٹیوں کی لاکھوں روپیہ کی ہیرا پھیریوں کا آئینہ دار تھا ساتھ لے گئے۔ (۱۳) کہنے کو تو صرف گذارہ الاؤنس لیتے ہیں لیکن کوٹھیوں رہائش زیبائش کی یہ حالت لونڈے۔ لونڈیاں نوکر چاکر۔ مالی۔ گیٹ کیپر ذاتی باڈی گارڈ فرقان فورس کے نوجوانوں کی تنخواہیں صدر انجمن کی زمینیں تجارتی فیکٹریاں فلور ملیں کارخانے انجمن کے سرمایہ سے ذاتی ناموں پر منتقل ہو رہے ہیں۔ کہنے کو تو لنڈن مشن کی INSPECTION کا نام مگر علاج GLANDS کے کروانے جاتے ہیں واپسی پر ائیر کنڈیشن سیٹ مہاراجہ پٹیالہ کے محل کے نمونہ کے بیڈ ٹیپ ریکارڈ کے علاوہ ——— (۱۴) قریشی عبدالرشید کی مد سے جماعتی روپیہ اپنی تحویل میں لے کر وکیل المال تجارت' تحریک جدید کا روپیہ ایک فرم میں شکمی حصہ دے کر قبضہ کیا جاتا ہے۔ کہیں چیئرمین کہیں مینیجنگ ڈائرکٹر کہیں ڈائرکٹر بن کر جماعت کے کاروبار پہ اپنے مالکانہ حقوق جمائے جاتے ہیں مرزا حفیظ آنکھ جھپکتے پر موٹر کارپوریشن لمیٹڈ کے ذریعہ اپنے بھائیوں مرزا ناصر، مرزا مبارک وغیرہم کی شہ پہ اندازاً چھ لاکھ روپیہ کیسے دبا کر بیٹھ گئے (اسی طرح زمین مسجد

کراچی کے چندہ کی رقم مرزا طاھر لے گئے جس سے بیعانہ بھی گیا اور اصل بھی جس سے اکثر جرح ہوتی رہتی ہے (۱۵) مرزا صاحب کی لمبی بیماری کی وجہ سے آج ربوہ کی بستی و نظام دہشتناک آہنی پردہ کے اُوپر ریاست اندر ریاست کا ایک جیتا جاگتا نظارہ پیش کرتا ہے ڈیکٹیٹر شپ کی اس دہشتناک اور شرمناک فضا میں اہالیان ربوہ اپنی زندگی کی آخری سانس لے رہے ہیں۔ (۱۶) خلیفہ کا انتخاب انسانی کوششوں کے نتیجہ سے نہیں بلکہ اپنے تصرف سے کرواتا ہے مرزا صاحب ذہنی خلفشار میں مبتلا ہوئے تو مرزا ناصر احمد اپنے باپ کے مرنے کی امید میں گھڑیاں گن گن کر گذارتے موقعہ پلتے اپنے آبا حضور سے بدیں مضمون تحریر لکھوائی یا دستخط کروائے کہ "میرے مرنے کے بعد ناصر احمد کو خلافت پر منتخب کر لیا جائے" اور یہ تحریر الائیڈ بنک میں جمع بھی کروادی گئی یہ عالم احمدیت سے فراڈ نہیں تو کیا ہے۔ (۱۷) خود تو موچی دارہ لاہور کی کشمیری ماں سے رائل فیملی کہلانے کے متمنی تو دوسروں کو لونڈیوں کی اولاد سے منسوب کرتے نہ جھجکتے نہ شرماتے خود "پدرم سُلطان بوُد" (۱۸) اپنی سوتیلی بہن و بھائی امت الرشید بیگم خلیل احمد کے خلاف خوف و ہراس، پبلک کی نظروں میں ذلیل۔ غدار منافق کے لیبل لگا کر سوشل بائیکاٹ ربوہ بدر کے ہتھکنڈے امور عامہ کی CID کے بل بوتے فرقان فورس کی بندوقوں کے سائے تلے قتل کی دھمکیاں دی جائیں حتی کہ ۲۶-۱۱-۱۲

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ان کی کوٹھی کا محاصرہ کرتے وہ اودھم مچایا غنڈہ گردی کی کہ الامان والحفیظ جس کے نتیجہ میں کرنل ابراہیم، ڈاکٹر یعقوب' لفٹیننٹ کمانڈر یحییٰ، قاضی اسلم اور عبدالقادر مہتہ جیسے آدمیوں نے پُرزور پروٹسٹ کیا۔ (۱۹) مُغلیہ خاندان کی ہسٹری گواہ ہے عیاشیوں کے سبب تخت وتاج سے دستبرداری اقتدار کے حصول کے لئے سگے بھائیوں نے سوتیلے بھائیوں کی آنکھیں نکلوا دیں قتل کروائے۔ باپ بیٹے کے ہاتھوں جیل کی زندگی میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے پر مجبور رہا اگر باپ بیٹے سے کہتا ہے اس قید میں بچے ہی پڑھنے کے لئے دے دو تو شہزادے طنزاً جواب میں کہتے ہیں "اچھا ابا حضور حکومت کا نشہ ابھی نہیں اترا"۔ جناب ملاحظہ فرمائیں۔ میری داستان مظالم کی کماحقہٗ تائید "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے" کو کیونکر جھٹلایا جا سکتا ہے۔ اہلیان ربوہ کی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں بہوؤں کی عزت وعصمت سے کھیلے حمل کئے اور رکھے تمام دوسروں کے اپنی تقدس مآبی کا سکہ بٹھانے کو، پوچھا جائے وہ کونسے دوسرے ہیں جن سے کن کو حمل ہُوا اور پھر کیا سزا دی۔

خلیفہ ثانی کے دور میں ہونے والے غنڈہ گردی کے واقعات میں سے چند بطورِ نمونہ آپ کی معلومات میں اضافہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔

(۱) "نکتہ مستریاں" بنام مستری فضل کریم پسران عبدالکریم، زاہد کریم

ان کا مکان غنڈوں سے تہس نہس کیوں کروایا (۲) شیخ عبدالرحمٰن مصری
ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ مصر میں تعلیم دلوائی اور پھر ۱۹۲۴ء میں ولایت ہمرکاب
بھی ہوئے اتنے میں بالغ ہوگئے کون ان کے بچے اور پھر ان سے کیا کیا نہ ہوا
......(۳) شرف الدین درزی رشتہ دار ماسٹر ماموں خاں صاحب ڈرل ماسٹر
کھیتوں میں ایسی پٹائی کروائی کہ اپنی طرف سے ختم کروادیا مگر جسے اللہ رکھے۔
(۴) فخرالدین ملتانی پر قاتلانہ حملہ عزیز نامی قلعی گر سے کرواتے پھانسی کی سزا
پاتے اس کی نعش کا جلوس یوں جیسے شہید کا مرتبہ پایا ہو۔ (۵) مولابخش قصائی
کا غالباً سالا تھا دفاتر انجمن کی چھت پر سے امور عامہ کے دفتر کے سامنے کھڑا
کسی بات پر دھکا دلوا کر نیچے گرواکر مروادیا گیا (۶) تعلیم الاسلام سکول بعد میں
کالج کے تالاب میں غلام رسول پٹھان دوکاندار کی ابھرتی جواں سال خوبصورت
بیٹی کا مرنا (۷) محمد یامین خان پٹھان کو چوہدری فتح محمد سیال ناظر اعلیٰ کے
مکان پر قتل کروایا گیا۔ (۸) ام وسیم کے گھر کے کوڑے کباڑے کے کنستر
سے نوزائیدہ بچے کی نعش ملنا اور خاکروبہ کے شوروغل پر انعام واکرام
دے کر خاموش کروایا جانا۔ آپ بھلا کیا کیا جانیں جناب۔ پولیس کے چار
آدمی ہوتے تھے جو ہمیشہ خریدے جاتے تھے اسی طرح ایک کارنامہ جماعت
کراچی کے ذریعے لطفی کے قتل کا انجام پذیر ہوچکا ہے وہ بھی یاد تازہ
کرنے کو سن لیجئے

مولانا عبدالرحیم درد (جو پرائیوٹ سیکرٹری حضرت خلیفہ ثانی تھے) کے ایک بیٹے لطفی نامی نے دفتر سے کچھ نہایت ہی اہم کاغذات اُڑا لئے مکرم بھائی صاحب عبدالقادر مہتہ کو علم ہونے پر ایک حصہ گراں رقم کے عوض قبضہ کرایا بقیہ لانے کا موقعہ اسکولیوں نہ ملا کہ بعد تلاش ربوہ سے دو حواری ایک ناظم جائیداد (بہلول پوری غالباً) دوسرے امور عامہ کا S.P عزیز بھاٹری جو مجھ پر مظالم میں پیش پیش ہوتا تھا انہوں نے پیر کالونی میں اسے جا لیا محبت پیار سے باتوں میں مٹھائی کھلائی صبح ایک دم مردہ اٹھا ربوہ پہنچ گئے قدرتی موت کا سرٹیفکیٹ غالباً ڈاکٹر جمال الدین جو دراصل ایکسرے ایکسپرٹ تھا سے مجبور کر کے لکھوایا معلومات پر جب معلوم ہوا کہ وہ کاغذات کا ایک حصہ مہتہ صاحب کو دے دیا گیا ہے۔ سٹ پٹاتے یوں بولے تو نے بیڑا غرق کر دیا "مغلوں کی شکارگاہ" والے نے کیا خوب لکھا ہے کہ "مذہبی دیوانے اب ان گناہوں کو گناہ نہیں بلکہ جزوایمان سمجھنے لگ گئے ہیں جھوٹ بولو بلواؤ جھوٹے سرٹیفکیٹ مجبور کر کے حاصل کرو تا اپنے آپ کو زرخرید غلام ثابت کر سکو سبحان اللہ۔ جنابِ عالی! آپ نے فضل عمر اولوالعزم خلیفہ کے کرتوتوں عیاشیوں کی داستانیں سنی پڑھیں۔ ڈوب مرنے کا مقام کہ کلام مجید کے مطابق اپنے آپ کو خلیفہ کہنے والا نماز کی ادائیگی نجس حالت میں کرے۔ حضرت مسیح موعود نے ع "دنیا کی سب دوکانیں ہم نے ہیں دیکھی بھالی"

میں نے جن دوکانوں کا ذکر کیا ہے وہ (دوکانیں کاروباری نہیں کیونکہ یہاں تو کاروبار کا سوال نہیں یہاں تو تبلیغ دین اسلام مراد ہے) دوکانوں کا لفظ استعمال کرکے تنبیہ فرمائی کیونکہ ان کے اعمال اور کرتوتوں سے ان کو بھی اسی صف میں کھڑا کیا جیسے ایک بالکل چھوٹی سی دکان والا اپنے گاہک کو نسبتاً اپنے سے بڑی دوکان والے سے پھیرے مثلاً کراچی میں ثناءاللہ کی دوکان بہت مشہور ہے کہ اس کے سیلز میں ٹیکٹ فل TACKETFUL ہوتے اپنے گاہکوں کو آخرکار پلہ ڈال ہی لیتے ہیں مگر دوسرے بیچارے محروم بعینہٖ اسی طرح انہوں نے بھی ٹیکٹ خطبات ارشادات تقاریر اپنا لئے پیسہ کے پیر بن رہے ہیں "عزت و آبرو کی پرواہ نہیں" دور نہ جائیے خلیفہ ثانی کو ایک پلہ میں تو خلیفہ ثالث کو دوسرے پلہ میں ڈالئے پرکھ لیجئے خود ٹیکٹ واضح ہو جائے گا۔ تو اس طرح امیر کراچی بھی بسا اوقات چندوں وغیرہ کے سلسلہ میں جو جلال میں آتے ہیں وہ جھاڑ پلاتے ہیں کہ نہ مرد حضرات اور نہ مستورات کو بخشتے ہیں غرض صرف اور صرف پیسہ گویا اخلاص مخلص، مخلصی ایمان نہیں پیسہ ہے جو بولتا ہے اور خطبات میں واہ واہ کرواتا ہے اس ضمن میں ایک واقعہ عرض کردوں قادیان میں کیا تھا چھوڑ دیجئے کراچی میں قالینوں کی درآمد برآمد کرنے ایک دفعہ دس ہزار برائے اشاعت قرآن دئیے بس پھر کیا خطبات ہیں متواتر مخلصی کے گن گائے

گئے اس کے بعد پھر کبھی کچھ روپیہ دیتے ہیں تو نام کے اعلانات کا منع کر دیتے ہیں۔

جنابِ عالی۔ مندرجہ بالا مظالم ٹھہرے میری ذات سے لیکن اب سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے۔ قرآن پاک کی غیرت آپکو کیونکر جھنجھوڑے آپنے جلال امور عامہ اور امارت کی ایمانی بجلی روشناس کرنی ہے۔ یاد گردانی جیسے امور عامہ بیبیہ باندھتی ہے تو امارت خطبات کے سٹیجوں پہ کھڑے ہوتے دوسروں کی عزت و آبرو سے کھیلتے ان کے خلاف نفرت کا بیج بوتے ہیں دیکھنا یہ ہے کہ اسلام کی تعلیمات قرآنِ پاک کی عظمت پر کلوخ اندازی کرنے کے خلاف کیونکر آپ کا جلال رونما ہوتا ہے۔

(۱) اس طرح نجس حالت میں نماز کی ادائیگی حکمِ خدا سنت رسول اور اسلام سے کھلی بغاوت اور خدا سے فریب کرنا نہیں تو کیا

(۲) بیٹیوں سے عیاشیاں کرنا کرانا نیکی، پرہیزگاری اور تقویٰ کے پردے میں کھلم کھلا خلافتِ راشدہ کی توہین نہیں تو اور کیا ہے ؟

(۳) کیا یہی وہ مقامِ عیاشی ہے جس کی ظاہری اور باطنی صفائی کے صدقے بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص الخاص میں دفنائے جانے کا اعزاز خلیفہ کو ہر قسم کی ریاکاریوں کے طفیل ہوتا ہے۔

اپنی اِس درخواست کو جو اپنی قسم کی پہلی اور آخری ہو گی۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔

۱۹۵۳ء کے خونی واقعات وحادثات، پڑھیں (منیر انکوائری رپورٹ)
"کہ وہ بچہ ابھی مرا نہیں" گویا کسی بھی وقت وہی خونی ہولی دوبارہ کھیلی جا سکتی ہے۔

اگر اس درخواست کو جھوٹ، الزام تراشی تصور فرماویں تو تا دمِ تحریر ایک بیگم صاحبہ اور دو صاحبزادیاں پاکستان میں بقیدِ حیات ہیں۔ تصدیق وتسلی آسان ہے۔ یہ تو حقیقت ہے۔ کہ بے شرموں کو بے شرم ثابت کرنے کیلئے کچھ نہ کچھ قربانی دینی پڑتی ہے۔ لهذا ع

ظالم کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو
یہ درد رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو

کب تک رہو گے ضد وتعصب میں ڈوبے سچ سچ کہو۔ اگر نہ بتا تم سے کچھ جواب خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں۔ خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں۔ دوسروں کی عزت وآبرو سے کھیلنا بند بھی کرو گے یا نہیں۔ تو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

والسلام

۴۲ سالہ مظلوم نہ کہ زرخرید غلام

عبدالرزاق مہتہ

۱۲/۹ ۱۴ حال لاہور عارضی ۲۰ کنال بلاک
فون:- ۴۲۔۸۸۳

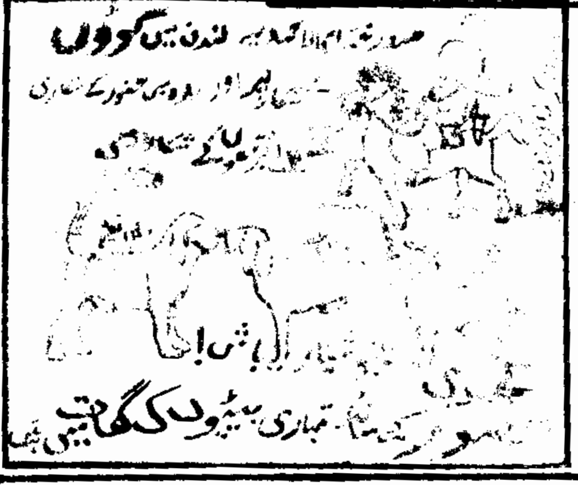
عکس تحریر بہنۃ عبد الرزاق

ا بھی کھا کر بحر تصور آئیے۔ ستر نا ذہنی لیسٹ جاؤ فرمائے جادو کے اپرو من کرتے اس صاحبہ نے کچھ کیا۔ جیسے
اپنے بازو میری کمر کے گرد حائل کرتے کچھ اٹھا اوپر اٹھا لیا۔ اس کیفیت نے میرے تو ہوش گم۔ ناگاہ اچانک جو
کی حیرانی کہ محترم صاحبہ الف ننگی پڑی ہیں۔ ادھر میرے حس و حرکت پتھر بنا پڑا تھا مجھے علم نہ ہو سکا کس
کپڑے اتار پھینکے اور کیسے پوری طرح سے اعضا اوپر شانے تکیں بدمستی کی سزا دینی کرنے؟ آخر جیت انکی
آن ٹرینڈ کو ٹرینڈ کرنے مستقل ممبر سیر روحانی (یہ نام میرا دیا ہوا ہے) کا اعزاز بخشا گیا۔
آخر یوں تھیں "آپ جستجو تو ضرور کر رہے ہونگے" لیکن فی الحال بغیر نام بتائے آپکے علم کیلئے اتنا عرض کئے ہی دیتا
وہ صاحبہ حضور خلیفۃ الثانی کی بیٹی صاحبہ تھیں۔ "بس ہو گیا" دارالسلام آئے دن
دن داشت ہو اب سیدھے اور بیٹیوں سے بڑھتے اب بیگمات کے پیش

ربوہ کے انقلابی نوجوانوں کی قائم کردہ تنظیم آزادیٔ
ربوہ" (آر ایل او) کے سٹیکر۔






لندن میں
تمہاری